بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ نمبر:27

مختلف قوموں کے انجام:(38)

یہاں سے کچھ آیات تک اللہ تعالیٰ نے مختصراً قوم فرعون، قوم عاد، قوم ثمود اور قوم نوح کی سرکشی اور ان کے انجام بد کا ذکر فرمایا ہے۔

تخلیقِ باری تعالیٰ کے نمونے:(47)

اللہ تعالیٰ نے آسمان کو طاقت سے پیدا کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان سے بارش برساتے ہیں اور پھر بارش کے ذریعے لوگوں کے رزق میں وسعت پیدا فرمادیتے ہیں۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا ایک اور نمونہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے جوڑے جوڑے بنائے ہیں۔ کالا پیدا کیا تو سفید بھی پیدا کیا، میٹھا پیدا کیا تو کڑوا بھی بنایا، مرد کو بنایا تو عورت کو بھی بنایا، مسلمان کو پیدا کیا تو کافر کو بھی پیدا کیا۔ یہ اس کی قدرت کی نشانی ہے۔

سورۃ الطور

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی ابتداء میں الطور (کوہِ طور) کا ذکر ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "الطور" رکھا گیا ہے۔

پانچ قسمیں:(1تا6)

قسم ہے طور کی۔ قسم ہے کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے، مراد اس سے یا تو لوحِ محفوظ ہے یا اعمال نامہ ہے یا قرآن کریم ہے۔ قسم ہے بیتِ

معمور کی، بیت معمور بیت اللہ کے بالکل محاذات میں ساتویں آسمان پر ملائکہ کا قبلہ ہے، ہر روز ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں پھر انہیں قیامت تک موقع نہیں ملتا۔ قسم ہے بلند چھت کی، مراد اس سے آسمان ہے۔ قسم ہے اس دریا کی جو پانی سے بھرا ہوا ہے۔ مذکورہ پانچ قسمیں اپنے بعد آنے والی چیز (تمہارے پروردگار کے عذاب نے آکر رہنا ہے، اس عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا) پر گواہ ہیں۔

مجرمین کا انجام:(16)

دنیا میں آدمی کو تکلیف آتی ہے اور وہ گڑگڑاتا ہے تو تکلیف دینے والے کو ترس آجائے تو وہ کبھی چھوڑ بھی دیتا ہے۔ لیکن آخرت کا معاملہ یوں نہیں ہے، فرمایا: اس جہنم میں داخل ہو جاؤ، اب تم برداشت کرو یا تم برداشت نہ کرو تمہارے لیے برابر ہے، اب تمہارے اعمال کا بدلہ مل کے رہے گا۔

متقین کا انعام:(17، 18)

گزشتہ آیت میں مجرمین کا ذکر تھا، یہاں متقین کا ذکر ہے کہ متقین باغات میں ہوں گے، اللہ کی نعمتوں میں ہوں گے، خوش ہوں گے ان انعامات میں جو خدا نے انہیں دیے ہوں گے۔ ان کا رب ان کو جہنم کے عذاب سے بچالے گا۔ حکم ہو گا کہ مزے سے کھاؤ اور پیو، یہ تمہارے اعمال کے بدلے میں تمہیں دیا جا رہا ہے۔ جنتی لوگ نشستوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوں گے اور یہ نشستیں ترتیب سے بچھی ہوں گی۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم ان کا نکاح فرمائیں گے۔

الیکشن نہیں سلیکشن:(37)

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ طائف والے کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی بنانا تھا تو ہم میں سے کسی دولت والے بڑے آدمی کو بناتے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں کہ جس کو چاہیں نبی بنائیں اور جس کو چاہیں

نبی نہ بنائیں؟ نبوت الیکشن سے نہیں بلکہ سلیکشن سے ملتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو دنیوی مال ومتاع اور رزق بھی اپنے اختیار میں رکھا ہے، تو نبوت جیسا بڑا رتبہ کیسے ان کی خواہش کے تابع ہو سکتا ہے؟

فرائض خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم: (48،49)

یہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فرائض بیان کیے: اپنے پروردگار کے حکم پر صبر کریں اور تین اوقات میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں۔ آپ صبر کریں کیونکہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں، مخالفین آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اور یہ جو آپ کو پریشانی ہے کہ یہ لوگ بات نہیں مانتے تو آپ خود کو مشغول کر لیں تین اوقات میں خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں: نمبر ایک کسی مجلس سے اٹھتے ہوئے یا تہجد کے لیے اٹھتے ہوئے۔ نمبر دو رات کے وقت یعنی نماز مغرب اور عشاء۔ نمبر تین ستاروں کے ڈوبنے کے وقت یعنی فجر کے وقت۔

سورۃ النجم

وجہ تسمیہ:

اس سورت کا آغاز ہی لفظ نجم سے ہے اس لیے سورت کا نام بھی "النجم" ہے۔

ستارے کی قسم کھانے میں حکمت: (1،2)

ستارے کی قسم کھانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح عرب ستارے کی مدد سے راستہ تلاش کرتے تھے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کے لیے روشنی اور ہدایت ہیں۔ ستارے کا جو راستہ مقرر ہے وہ اسی پر چلتا ہے بالکل اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ راستہ بھولے ہیں اور نہ ہی بھٹکے ہیں۔ ستارہ

تھوڑے وقت کے بعد غائب ہو جاتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں تھوڑے وقت کے لیے تشریف لائے ہیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ حاصل کرنے والوں کو جلدی کرنی چاہیے۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جبرائیل کو دیکھنا: (5، 6، 7)

مشرکین اعتراض کرتے تھے کہ جبرائیل امین علیہ السلام؛ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انسانی شکل میں وحی لے کر آتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پتا چلتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے؟ یہاں انہیں جواب دیا جارہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل کو اصلی شکل میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمائش کی تھی کہ اصلی شکل میں آئیں۔ دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر دیکھا تھا۔

مشرکین کی تردید: (19، 20)

مشرکین نے تین بت لات، عزیٰ اور منات اپنے اپنے خدا بنا رکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو لات، منات اور عزیٰ تم نے خدا بنا رکھے ہیں کیا ان میں کبھی تم نے غور کیا ہے؟ یہ تو صرف چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے خود رکھے ہیں۔ کافر لوگ اپنے خیالات و خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔

مشرکین کے غلط عقیدے کی تردید: (27، 28)

مشرکین اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں بناتے اور ثابت کرتے تھے۔ یہاں ان کے اس عقیدے کی تردید کی جارہی ہے کہ ان کے پاس اپنے اس عقیدے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا:(34،33)

ان آیات کا پس منظر یہ ہے ایک شخص نے قرآن مجید کی آیات سنیں اور اس کا دل ایمان کی طرف مائل ہو گیا تو اس کو اس کے دوست نے کہا کہ تو اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نیا دین کیوں اختیار کر رہا ہے؟ یوں اس کو کچھ عار دلائی۔ اس نے کہا کہ میں تو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہوں کہ کہیں آخرت میں میری پکڑ نہ ہو جائے! دوست نے کہا کہ اگر تم مجھے کچھ پیسے دے دو تو میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ آخرت کی پکڑ سے تمہیں بچا لوں گا۔ یہاں ان کی اس بات کی تردید کی جا رہی ہے کہ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ اسے جہنم کے عذاب سے بچا لے؟ اگلی آیت میں ہے "کہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا"۔

آیت سجدہ:(62)

آیت سجدہ عربی میں پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔

سورة القمر

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں لفظ قمر(چاند) کے پھٹ جانے کا ذکر ہوا ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ "القمر" رکھا گیا ہے۔

صداقتِ نبوت؛ چاند کا دو ٹکڑے ہونا:(1)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تھے اور رات کا وقت تھا۔ مشرکینِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی نبوت پر معجزہ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر معجزہ اور نشانی دکھا دوں تو تم کلمہ پڑھ لو گے؟ کہا پڑھ لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا، اللہ کے حکم سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ ایک

ٹکڑا مشرق اور ایک مغرب کی جانب چلا گیا۔ مشرکین نے اسے جادو کہہ کر نہ مانا اور بدستور اپنی ضد اور کفر پر قائم رہے۔

قومِ نوح پر طوفان:(9،10)

حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی قوم والے بسا اوقات ان کے گلے کو دباتے، نوح علیہ السلام بے ہوش ہو جاتے لیکن پھر بھی اللہ سے دعا مانگتے کہ اللہ! ان کو ہدایت دے دیں، ان کو پتا نہیں کہ میں ان کا کتنا خیر خواہ ہوں۔ ساڑھے نو سو سال اس تکلیف میں گزارے اور بالآخر اللہ سے مدد مانگی کہ اے اللہ! میری مدد فرما۔ اللہ تعالیٰ نے طوفان کے ذریعہ قوم کو تباہ فرمادیا۔

قرآن کریم آسان ہے:(17)

آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی ایک حیثیت واعظ اور ناصح ہونے کی ہے۔ قرآن کریم کی دوسری حیثیت شارع (عقائد واحکامات) ہونے کی ہے۔ پہلی حیثیت کے اعتبار سے آسان ہے۔ عقائد واحکامات کی حیثیت آسان نہیں ہے، اس اعتبار سے محنت کرنی پڑتی ہے، پوری زندگیاں کھپانی پڑتی ہیں اور پھر بھی آدمی سمجھتا ہے کہ شاید مجھ سے کہیں غلطی نہ ہو گئی ہو۔

پہلی قوموں کے واقعات:(18)

یہاں سے لے کر اگلے رکوع کے بعد تک اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں میں سے تین کے واقعات کو بیان فرمایا ہے۔ قوم عاد، جنہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب کی۔ قوم ثمود جنہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کی نافرمانی کی، قوم لوط جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت کو نہ مانا، قوم فرعون جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی۔ ان واقعات کو بیان کرنے کا مقصد بعد والوں کے لیے درسِ عبرت ہے۔

مجرمین اور متقین کا انجام:(47)

یہاں سے لے کر سورۃ کے آخر تک اللہ تعالیٰ نے مجرمین اور متقین کے انجام کو بیان فرمایاہے۔ مجرمین بڑی گمراہی اور بے عقلی میں پڑے ہوئے ہیں۔ قیامت کے دن ان کے منہ کو آگ میں گھسیٹا جائے گا۔ ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ﴾ متقین کو آخرت میں اللہ تعالیٰ انعامات کے طور پر باغات اور نہریں عطا فرمائیں گے۔

سورۃ الرحمٰن

وجہ تسمیہ:

اس سورت کا آغاز "الرحمٰن" سے ہے۔ اس کا نام بھی یہی رکھ دیا ہے۔

لفظ رحمٰن سے سورت کے آغاز کی وجہ:

مشرکینِ مکہ رحمٰن کے نام سے واقف تو تھے لیکن ان میں یہ اسمِ گرامی زیادہ معروف نہیں تھا۔ بطورِ ضد بھی وہ کہا کرتے تھے: ”مَا الرَّحْمٰنُ؟“ کہ رحمٰن کیا ہے؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے رحمٰن کے نام سے پوری سورت نازل فرمائی اور اس کا آغاز بھی لفظ رحمٰن سے کیا ہے۔

قرآن سب کو سیکھنا چاہیے:(2)

رحمٰن نے قرآن سکھایا ہے۔ جو سکھایا ہے اس کا ذکر تو ہے اور جس کو سکھایا ہے اس کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی براہ راست جس شخصیت کو تعلیم دی گئی وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سب کو معلوم ہے۔ پھر آپ کے واسطے سے آپ کی امت کو تعلیم دی گئی۔ یا اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ قرآن کریم کی تعلیم ہر کسی کو دینی ہے اس لیے اس کا مفعول بہ ذکر نہیں فرمایا۔

جن اور انس کو خطاب:(13)

اللہ تعالیٰ کی پوری کائنات میں مختلف قسم کی بے شمار نعمتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے صراحتاً انسانوں اور جنوں کو خطاب کرکے یہ نعمتیں یاد دلائی ہیں۔ ایک بار نہیں بلکہ بار بار اس آیت " اب بتاؤ تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟"کو دہرایا ہے۔

زمین کی ہر چیز فنا ہو جائے گی:(26،27)

ہر چیز جو زمین پر ہے وہ ختم ہو جائے گی اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات رہ جائے گی۔ وَجۡهُ رَبِّكَ سے مراد اللہ کی ذات ہے۔ زمین وآسمان سب ختم ہو جائیں گے لیکن چونکہ پہلے تذکرہ زمین کا تھا اس لیے فرمایا کہ زمین کی ہر چیز فنا ہو جائے گی۔

جن وانس کی بے بسی:(33)

اے جن اور انس! اگر تم آسمان اور زمین کی حدود سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ، لیکن یہ نکلنا بغیر طاقت کے نہیں ہے اور طاقت تمہارے پاس ہے نہیں تو تم کیسے نکلو گے؟ مطلب یہ ہے کہ جن وانس اللہ تعالیٰ کی پوچھ گچھ اور عذاب سے اگر کہیں بھاگنا چاہیں بھی تو نہیں بھاگ سکتے ہیں۔

انعامات خداوندی:(46)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت اور اس کے بعد سورۃ کے آخر تک اہل ایمان جنوں اور انسانوں کے لیے جو بے شمار نعمتیں پیدا فرمائی ہیں ان کا ذکر ہو رہا ہے۔ جنت اور جنت کے انعامات، باغات اور چشموں کا ذکر کیا، جنت کی حوروں کا ذکر کیا پھر ان حوروں کے اوصاف بیان فرمائے تاکہ مؤمنین کی توجہ ان نعمتوں کی طرف ہو جائے اور دنیا کی گندی چیزوں سے بچ جائیں اور آخرت کی پاک صاف نعمتوں کو حاصل کرنے

کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نعمتوں کے لیے کوشش کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

سورۃ الواقعہ

وجہ تسمیہ:

"واقعہ" اس کی پہلی آیت میں یہ لفظ موجود ہے۔ اسی سے سورۃ کا نام بھی رکھ دیا ہے۔

قیامت کی ہولناکی کا بیان:(1،2)

جب قیامت آئے گی اور قیامت کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، یہ سچی بات ہے۔ کفار کو جھکا کے رکھ دے گی۔ دنیا میں کافر قیامت کا انکار کرتے رہے جب قیامت کا واقعہ رونما ہو گا تو اس وقت کفار بھی اسے نہیں جھٹلا سکیں گے۔

انسانوں کی تین جماعتیں:(7)

قیامت کے دن تمام انسان اپنے انجام کے اعتبار سے تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ پہلی جماعت اللہ تعالیٰ کے ان مقرب بندوں کی ہو گی جو ایمان اور اعمال صالحہ کے اعتبار سے عالی مقام پر ہوں گے۔ دوسری جماعت ان خوش نصیب عام ایمان والوں کی ہو گی جنہیں نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ تیسری جماعت ان کفار کی ہو گی جنہیں نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ پھر آگے مذکورہ تینوں جماعتوں کو پیش آنے والے حالات کو بیان کیا گیا ہے۔

اہل جنت کے لیے انعامات:(11،12)

اہل جنت کو جنت میں نعمتیں؛ باغات، بیٹھنے کے لیے آمنے سامنے اونچی نشستیں جن پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے، شراب وغلمان، پھل اور پرندوں کا گوشت

وغیرہ عطا کی جائیں گی۔

اہل جہنم کے عذاب کا ذکر: (42، 41)

اصحاب الشمال [بائیں ہاتھ والوں] یعنی اہل جہنم کو آخرت میں مختلف قسم کے عذابوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ گرم لُو، کھولتا ہوا پانی اور دھواں وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کی چار عظیم نعمتیں: (59، 58)

- تخلیق انسانی: یہ بتاؤ! کہ تم جو نطفہ ٹپکاتے ہو کیا تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟
- کھیتی اگانا: یہ بتاؤ! کہ جو کھیتی تم بوتے ہو کیا اسے تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں؟
- پانی کی فراہمی: یہ بتاؤ! جو پانی تم پیتے ہو کیا تم اس کو بادلوں سے اتارتے ہو یا ہم اتارتے ہیں؟
- آگ کی نعمت: اچھا یہ بتاؤ! یہ جو آگ تم جلاتے ہو اس کا درخت تم اگاتے ہو یا ہم اگا رہے ہیں؟

صداقتِ قرآن: (79، 78، 77)

ان آیات میں مشرکین کے اعتراض کا جواب دیا جارہا ہے کہ یہ قرآن کریم لوح محفوظ میں درج ہے اور بغیر کسی کمی بیشی کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام دیا گیا ہے۔ بغیر وضو کے قرآن کریم کو چھونا جائز نہیں۔

منکرین بعث بعد الموت کی تردید: (85، 84، 83)

مشرکین مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے کے منکر تھے گویا ان دعوی تھا کہ ان کی زندگی اور حیات ان کے قبضے میں ہے۔ یہاں ان کی تردید کی جارہی ہے کہ اگر کوئی

شخص قریب الموت ہو اور تم اس کی روح نکلتے ہوئے دیکھ رہے ہو اور تم چاہتے بھی ہو کہ اس کی روح نہ نکلے مگر تمہیں اس وقت احساس ہو جاتا ہے کہ اس کی روح کو کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ تو پھر تم بھی اللہ تعالیٰ کی گرفت نہیں بچ سکتے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں آخرت میں دوبارہ اٹھائیں گے۔

سورۃ الحدید

وجہ تسمیہ:

"حدید" لوہے کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس سورۃ میں لوہے کا ذکر ہوا ہے اس لیے اس سورۃ کا نام "حدید" رکھا ہے۔

اول اور آخر کا مطلب:(3)

اللہ تعالیٰ اول حقیقی اور آخر حقیقی ہے۔ اول حقیقی کا معنی کہ جس کی کوئی ابتدا نہیں یعنی اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ آخر حقیقی کا معنی کہ جس کی کوئی انتہا نہیں یعنی جب ہر چیز فنا ہو جائے گی وہ اس وقت بھی موجود رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ظاہر بھی ہیں اور باطن بھی ہیں۔ ظاہر اس اعتبار سے کہ اس کے وجود و قدرت کی نشانیاں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں۔ باطن اس اعتبار سے کہ دنیا میں وہ آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔

انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب:(10)

تم اللہ کے راستے میں مال خرچ کیوں نہیں کرتے؟ حالانکہ زمین و آسمان کا وارث تو اللہ تعالیٰ ہے۔ یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ مال جو تمہیں دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے، تمہیں تھوڑے وقت کے لیے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے انسان کو رکنا نہیں چاہیے بلکہ بڑھ چڑھ کر خرچ کرنا چاہیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان فرقِ مراتب:(10)

وہ صحابہ کرام جو سابقین ہیں یعنی وہ فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد وانفاق کیا ان صحابہ کرام سے درجہ اور ثواب میں بڑے ہیں جنہوں نے یہ کام فتح مکہ کے بعد کیے۔ البتہ جنتی ہونے میں اور صحابی ہونے میں سب برابر ہیں۔

مؤمنین اور منافقین کا ذکر:(12)

پھر مؤمنین کا ذکر فرمایا کہ جب وہ پل صراط کی طرف جائیں گے تو ان کا نور ان کے سامنے بھی ہو گا اور دائیں جانب بھی ہو گا۔ اور مؤمن اور منافق دونوں پل صراط کی طرف آئیں گے تو وہاں منافقین کا نور ختم ہو جائے گا۔ اس وقت یہ لوگ پریشان ہوں گے اور مؤمنین کو پکار کر کہیں گے ہمیں بھی تھوڑا سا نور دے دو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے مڑ جاؤ اور نور تلاش کرو! لیکن ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہو گا جس کے اندر کی طرف رحمت ہو گی اور باہر کی طرف عذاب ہو گا۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد:(25)

انبیاء ورسل علیہم السلام کو معجزات، کتب اور ترازو دے کر بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں اعتدال پر قائم رہیں۔

رہبانیت کی ابتدا:(27)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے بعد عیسائیوں کا ایک طبقہ دنیا سے الگ تھلگ رہنے لگا۔ نہ وہ شادی کرتا اور نہ ہی دنیا کی لذتوں کو استعمال کرتا اور اپنے دین کو بچانے کے لیے شہروں سے دور رہنا شروع کر دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا انہیں حکم نہیں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے پھر اس رہبانیت کی بھی رعایت نہیں کی۔